Al-Qawārīr - Vol: 02, Issue: 04,
July – Sep 2021

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

عورتوں کی تعلیم کا حق اور عصری تقاضے: عہد نبوی ﷺ کے تناظر میں

Women's Right to Education and Modern Requirements: In the Context of the Prophet's Period

Dr. Monazza Hayat*
Assistant professor, Bahauddin Zakriya University, Multan..

Dr. Muhammad Amjad*
Assistant professor, Bahauddin Zakriya University, Multan.

Version of Record
Received: 06-Aug-19 **Accepted**: 27-Oct-19
Online/Print: 20-Sep-2021

ABSTRACT

One of the most important institutions that man has organized for his life and has maintained the continuity of collective life is the institution of education. Human development depends on education. Any person or nation without education that cannot advance much in the stages of life and there is no possibility of progress. But despite this, there has been a long period of history in which the need for and importance of education for women has been neglected and the need for it has been understood only for men and only those who belong to a particular class get education. Women lived a life of ignorance far from education. An important purpose of education and training of women is to make them aware of their rights because in order to perform their duties properly, women must also be aware of their rights so that they realizing their position, they could adopt the right attitude and the society could not fall prey to disarray. Before Islam, women did not have basic rights, so at that time the society was suffering from chaos. Islam gave them rights in accordance with the requirements of the nature of their needs. That is why Islam has given primary importance to education from the very beginning and has made the acquisition of knowledge equally obligatory for both men and women. The great

CC BY

virtue of knowledge has been mentioned in the Qur'an and Hadith. In Muslim societies, the general view regarding women's education is that mere religious education is sufficient for women and the field of modern science is reserved for men. This article reviews that at the time of the Prophet women were not confined to mere religious education but also involved in other activities like arts and crafts.

***Key words**: Prophet SAW Period, Women's Right, Education, Modern Requirements.*

انسان نے اپنی اجتماعی زندگی کے لئے جن اداروں کو منظّم کیا اور اجتماعی زندگی کے تسلسل کو قائم رکھا ان میں سے ایک اہم ادارہ تعلیم ہے۔ انسان کی ترقی کا دار و مدار تعلیم پر ہے کوئی بھی شخص یا قوم بغیر تعلیم کے زندگی کی تگ و دو میں پیچھے رہ جاتی ہے اور اپنی کُند ذہنی کی وجہ سے زندگی کے مراحل میں زیادہ آگے نہیں بڑھ سکتی اور نہ ہی مادی ترقی کا کوئی امکان نظر آتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود تاریخ کا ایک طویل عرصہ ایسا گزرا ہے جس میں عورت کے لیے تعلیم کی ضرورت و اہمیت کو نظر انداز کیا گیا اور اس کی ضرورت صرف مردوں کے لیے سمجھی گئی اور ان میں بھی جو خاص طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں صرف وہی تعلیم حاصل کرتے تھے اور عورت تعلیم سے بہت دور جہالت کی زندگی بسر کرتی تھی۔ خواتین کی تعلیم و تربیت کا ایک اہم مقصد انہیں اپنے حقوق کا شعور دینا ہے کیونکہ فرائض کی احسن ادائیگی کے لیے خواتین کو اپنے حقوق سے آگاہ ہونا بھی لازم ہے تاکہ وہ اپنے مقام کا احساس کرتے ہوئے درست طرز عمل اختیار کر سکیں اور معاشرہ افراط و تفریط کا شکار نہ ہو سکے۔ قبل از اسلام عورت کو بنیادی حقوق بھی حاصل نہ تھے لہٰذا اس دور میں معاشرہ انتہائی افراط و تفریط کا شکار تھا۔ اسلام نے ان خواتین کے لیے ان کی ضروریات کی فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق حقوق انہیں عطا کیے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تعلیم کو ابتدا ہی سے بنیادی اہمیت دی اور حصولِ علم کو مرد اور عورت دونوں کے لیے یکساں و لازمی قرار دیا۔ قرآن و حدیث میں علم کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں حصولِ علم سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ مسلم معاشروں میں عورتوں کی تعلیم کے حوالے سے عمومی نقطہ نظریہ پایا جاتا ہے کہ عورتوں کے لئے محض واجبی دینی تعلیم ہی کافی ہے اور عصری علوم کا میدان مردوں کے لئے مخصوص ہے۔ زیر نظر موضوع کے تحت ان بنیادوں کو تلاش کیا گیا ہے جن سے واضح ہو گا کہ دور نبوی میں عورتوں کو محض دینی علوم تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ دیگر عصری علوم و فنون اور حرف و صنائع میں بھی عورتوں کی بھرپور شرکت ہوتی تھی۔

علم کی اہمیت جس طرح ایک مرد کے لیے ہے اسی طرح ایک عورت کے لیے بھی ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئس سال تک جو دینی تعلیم دی اس سے مردوں نے بھی فائدہ اٹھایا اور عورتوں نے بھی۔ جس طرح مردوں نے آپؐ کی تعلیم سے استفادہ کر کے آگے اور لوگوں کو تعلیم دی اسی طرح عورتوں نے بھی آپؐ کی تعلیم سے استفادہ کر کے آگے دوسروں تک یہ علم پہنچایا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست استفادہ کرنے والوں میں مرد و عورت ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ حضورؐ سے روایت کرنے

والوں میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی۔ چنانچہ علم کے حصول میں اور علم کے آگے پہنچانے میں، روایت لینے میں اور روایت بیان کرنے میں، تعلیم حاصل کرنے میں اور تعلیم دینے میں، مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

تعلیم نسواں نصوص کی روشنی میں:

تعلیم وتربیت کی ضرورت واہمیت کے پیش نظر قرآن وسنت کی نصوص میں خواتین اور مردوں کو یکساں طور پر تعلیم وتربیت کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ قرآن کے انداز تخاطب میں خواتین کا تذکرہ عام طور پر مستور ہی ہوا کرتا ہے۔ بظاہر مذکر کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے تاہم خواتین بھی اس حکم کی مخاطب ہوتی ہیں یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے جو قرآن کا مزاج سمجھنے والے افراد پر بہر صورت منکشف ہو جاتی ہے۔

درج ذیل سطور میں ان چند آیات اور احادیث کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے جن میں خصوصیت سے خواتین کی تعلیم وتربیت کا پہلو نمایاں ہے۔

سورۃ الاحزاب میں ازواج مطہرات کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا:

{وَٱذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ وَٱلْحِكْمَةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا }[1]

''اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمہارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں بے شک اللہ تعالیٰ لطیف اور باخبر ہے''

امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں'': اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ (یعنی ازواج) اس قرآن کو جو ان کے گھروں میں نازل ہو رہا تھا اور جو کچھ وہ نبی کے افعال میں سے دیکھیں اور نبی کریم ﷺ کے اقوال کو سنیں ان سب کو بیان کریں یہاں تک کہ یہ سب احوال لوگوں تک پہنچائیں تاکہ وہ عمل کریں اور ان ہدایات کی پیروی کریں اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ دین کے سلسلہ میں خبر واحد خواہ وہ مردوں کی طرف سے ہو یا خواتین کی طرف سے قابل قبول ہے''[2]

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

"أذكرن للناس بطريق العظة والتذكير وقيل:أي تذكرن ولا تنسين ما يتلىٰ فى بيوتكن(من أيات الله) اى القرآن(والحكمة)ہی السنة علىٰ ما اخرج ابن جرير"[3]

''یعنی لوگوں سے بطور وعظ ونصیحت ذکر کرو اور کہا گیا اس کے معنی یہ ہیں کہ تم یاد رکھو جو کچھ تمہارے گھر میں سنایا جاتا ہے اور اسے مت بھول جاؤ (آیات الٰہی میں سے) یعنی قرآن مجید (اور حکمت) یعنی سنت کی باتیں۔ جیسا کہ ابن جریر نے استخراج معنی کیا ہے۔''

تدبر قرآن میں لکھا ہے کہ ''یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ نبی ﷺ کی بعثت جس طرح مردوں کی راہنمائی کے لیے ہوئی تھی اسی طرح عورتوں کے لیے بھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ جس طرح باہر لوگوں کو تعلیم دیتے رہتے تھے وحی جس طرح آپ ﷺ پر باہر نازل ہوتی تھی اسی طرح گھر کے اندر بھی نازل ہوتی تھی۔ نیز جس طرح آپ ﷺ کا ہر قول لوگوں کے لیے تعلیم وہدایات تھا اسی

طرح آپ ﷺ کا ہر فعل بھی لوگوں کے لیے اسوہ حسنہ و نمونہ تھا۔آپ ﷺ کی زندگی، پبلک اور پرائیویٹ کے الگ الگ خانوں میں تقسیم نہیں تھی بلکہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کا ہر لمحہ امت کی تعلیم وتربیت کے لیے وقف تھا۔اس وجہ سے ضروری ہوا کہ جس طرح آپ ﷺ کی باہر کی زندگی کی ایک ایک ادا کو محفوظ کرنے کے لیے آپ کے جانثار سایہ کی طرح آپ کے ساتھ رہیں اسی طرح آپ ﷺ کے گھر کے اندر کی زندگی کا بھی ایک ایک پہلو محفوظ رکھنے کا انتظام ہو۔یہ کام ظاہر ہے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات ہی کے ذریعے ممکن تھا چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ نبی ﷺ کا علم و عمل جتنا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے ذریعے پھیلا ہے اس کی مقدار صحابہ کے ذریعے پھیلے ہوئے علم سے کسی سے کم نہیں ہے اور اس آیت سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس مشن پر آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے خود مامور فرمایا تھا کہ ان کا کام دنیا کے خزف ریزے جمع کرنا نہیں بلکہ علم و حکمت کے ان خزانوں کو خلق کے اندر لٹانا ہے جن کی بارش ان کے گھروں کے اندر ہو رہی ہے۔"[4]

ان تفسیری اقتباسات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ نے ازواج مطہرات کو قرآن و حدیث میں بیان کردہ علوم و معارف کے حصول اور حاصل شدہ علوم کی حفاظت و اشاعت کا حکم دیا، ساتھ ہی یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ انہیں یہ حکم، احکامات اسلامیہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے دیا گیا تھا، کیونکہ علم کے بغیر صحیح عمل کا تصور ناممکن ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ احکامات شرعیہ کی بجاآوری جس طرح امہات المومنین پر لازم تھی اسی طرح امت کی تمام عورتوں پر بھی لازم ہے۔ ازواج مطہرات امت کی خواتین کے لیے اسوہ عمل ہیں اس لیے لامحالہ یہ حکم مسلمان خواتین کے لیے بھی ہے (جیسا کہ علامہ قرطبیؒ نے کہا ہے) کہ انہیں دین و حکمت کی باتیں یاد رکھنا اور دوسروں تک پہنچانا ہیں۔

قرآن مجید میں خواتین کے لیے ازواج مطہرات کے ذریعے سے براہ راست یہی آیت تعلیم وتربیت کے حکم کے سلسلے میں ملتی ہے۔اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی تعلیم وتربیت کا اصل مرکز اس کا اپنا گھر ہے۔کیونکہ تعلیم وتربیت کی بنیاد گھر ہی سے پڑتی ہے اس لیے شریعت نے خواتین کے سرپرستوں کو اس امر کی جانب متوجہ کیا کہ وہ ان کو حق و باطل میں تمیز کرنا سکھائیں تاکہ وہ غلط روی سے اجتناب کے قابل ہو سکیں قرآن مجید میں حکم ربانی ہے:

{ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارٗا }[5]

"اے اہل ایمان اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ" اس کا کوئی ذریعہ بجز تعلیم وتربیت کے نہیں ہے۔

علاوہ ازیں سورۃ الممتحنۃ میں اسلامی معاشرے میں شامل ہونے کے لیے خواتین سے جن نکات پر بیعت لی گئی ہے وہ بالواسطہ ان کی تعلیم وتربیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

{ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ ٱلۡمُؤۡمِنَٰتُ يُبَايِعۡنَكَ عَلَىٰٓ أَن لَّا يُشۡرِكۡنَ بِٱللَّهِ شَيۡـٔٗا وَلَا يَسۡرِقۡنَ وَلَا يَزۡنِينَ وَلَا يَقۡتُلۡنَ أَوۡلَٰدَهُنَّ وَلَا يَأۡتِينَ بِبُهۡتَٰنٖ يَفۡتَرِينَهُۥ بَيۡنَ أَيۡدِيهِنَّ وَأَرۡجُلِهِنَّ وَلَا يَعۡصِينَكَ فِي مَعۡرُوفٖ فَبَايِعۡهُنَّ وَٱسۡتَغۡفِرۡ لَهُنَّ ٱللَّهَۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٞ رَّحِيمٞ }[6]

''اے نبی (ﷺ) جب مومن عورتیں ان باتوں پر بیعت کرنے کے لیے تمہارے پاس آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کا ارتکاب کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان نہ گھڑ کر لائیں گی اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرو یقینا اللہ تعالیٰ در گزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے''

اس آیت میں دین کے جن اصولوں کی پابندی کا عہد عورتوں سے لیا گیا ہے ان سے مرد مستثنیٰ نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کا تعلق جتنا خانگی زندگی سے ہے اس سے کہیں زیادہ گھر سے باہر کی زندگی سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کے اصول وکلیات کے احترام کا مطالبہ مرد ہی سے نہیں بلکہ یہی مطالبہ عورت سے بھی ہے اور اس مطالبہ کی تکمیل کے سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں کہ وہ دین کی تعلیمات سے پوری طرح واقف ہو تاکہ وہ یہ جان سکے کہ زندگی کے مختلف حالات ومسائل میں اس کی کیا ہدایات ہیں اور وہ ان کو کس طرح حل کرتا ہے؟ چنانچہ اسی آیت میں اس سے جن باتوں کا اقرار لیا گیا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ کسی معروف حکم میں رسول کی نافرمانی نہیں کرے گی۔ یہ بظاہر ایک چھوٹا سا فقرہ ہے لیکن معاشرہ کے اندر اس کو انتہائی ذمہ دار اور جواب دہ بنا دیتا ہے اور مجبور کرتا ہے کہ قدم قدم پر وہ رسول خدا ﷺ کی مخالفت سے بچے اور آپ ﷺ کی رضامندی ڈھونڈے۔ کیونکہ تعلیم اور دین سے واقفیت ہر مسلمان کی زندگی کا انحصار ہے اسی لیے نبی کریم ﷺ نے کسی کو بھی حصول علم سے مستثنیٰ نہیں فرمایا بلکہ تعلیم کو ایک فریضہ قرار دیا۔ فرمایا:

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم"[7]

''طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

یہ حدیث ہر مسلم پر طلب علم کو فرض قرار دینے پر روشن دلیل ہے اور نہ صرف حصول علم کی فرضیت کو ثابت کرتی ہے بلکہ اس بات کی وضاحت بھی کرتی ہے کہ علم سیکھنے کے لیے کچھ لیاقت بھی درکار ہوتی ہے اور وہ یہی ہے کہ حصول علم کے بعد اس کے مطابق عمل کر کے اپنی تربیت کی جائے جو علم حاصل کر کے اس پر عمل نہ کیا جائے وہ بے کار ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پناہ چاہی ہے۔ فرمایا:

"اللہم انی أعوذبک من علم لا ینفع"[8]

''اے اللہ میں غیر نافع علم سے تیری پناہ کا طلبگار ہوں۔''

نبی کریم ﷺ نے والدین کو اس بات کی تاکید کی کہ وہ اپنی اولاد کو اچھی تعلیم وتربیت دیں خواہ بیٹیاں ہوں یا بیٹے۔ واضح رہے کہ عربی میں ولد کا اطلاق بیٹے اور بیٹی دونوں پر ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

" حق الولد على والده أن يحسن اسمه ويزوجه اذا أدرک ويعلمه الكتاب"[9]

باپ پر بچے کا یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور بالغ ہونے کے بعد اس کی شادی کرائے اور اسے قرآن کا علم سکھائے۔"

اسی طرح خاص طور پر بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

"من عال ثلاث بنات فادبهن وزوجهن او احسن اليهن فله الجنة"[10]

"جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو ادب وسلیقہ سکھایا، ان کی شادی کی اور ان سے حسن سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔"

لڑکیوں کی پرورش کرنا اور ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرنا والدین کو جنت کی خوشخبری کا مستحق بناتا ہے چنانچہ مسلم والدین کے دل میں خود بخود اس کے لیے فکر مندی پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی تربیت کی کوشش کریں۔

خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے نہ صرف والدین بلکہ بھائیوں کو بھی ترغیب دی کیونکہ بسااوقات لڑکیاں والدین سے محروم ہو جاتی ہیں یا کسی اور وجہ سے بھائی ان کے سرپرست بن جائیں تو پھر بھائیوں کو بہنوں کی تعلیم وتربیت کی کوشش کرنے پر جنت کی خوشخبری سنائی۔فرمایا:

"من كانت له ثلاث بنات او ثلاث اخوات او ابنتان او اختان فاحسن صحبتهن واتقى الله فيهن فله الجنة"[11]

"جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں پھر وہ ان سے حسن سلوک کرے اور ان کے معاملے میں اللہ کی خشیت اختیار کرے تو اس کے لیے جنت ہے"

جو لوگ آپ سے اکتساب علم کرتے آپ انہیں حکم دیتے کہ اپنے اہل کو بھی تعلیم دیں۔ چنانچہ مالک بن الحویرث کی روایت ہے کہ چند نوجوانوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں بیس دن رہ کر علم سیکھا میرے نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا:۔

" ارجعوا الى اہليكم فاقيموا فيهم وعلموهم ومروهم"[12]

"جاؤ اپنے بیوی بچوں کی طرف اور ان میں رہو اور ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان پر عمل کا حکم دو"

قرطبیؒ نے حضرت عمرؓ کا فرمان نقل کیا ہے۔آپ نے فرمایا:

"علموا نسائكم سورة النور"[13]

سورۃالنور میں دراصل زیادہ تر قوانین عفت وعصمت بیان کئے گئے ہیں اور ان کا خواتین سے بے حد گہرا تعلق ہے چنانچہ خواتین کے لیے ان سے لاعلمی بے حد نقصان دہ ہے۔اس لیے حضرت عمرؓ فاروق نے قرآن کی دیگر سورتوں کے علاوہ سورۃ نور کی تعلیم دینے کا خصوصی حکم جاری فرمایا۔ حضرت عائشہؓ کی جانب سے بھی یہی حکم قرطبیؒ نے نقل کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی نگاہ میں خواتین کی تعلیم وتربیت کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے کیجئے کہ نہ صرف بیویوں بلکہ دشمنان اسلام کی وہ خواتین جو دوران جنگ مسلمانوں کی قید میں آجائیں اور ان کو باقاعدہ ریاستی نظام کے تحت کسی مسلمان مرد کی نگرانی میں دے دیا جاتا آپ نے ان قیدی خواتین تک کی تعلیم وتربیت کی جانب لوگوں کو راغب کیا فرمایا:

"رجل كانت عنده امة يطأها فادبها فاحسن تاديبها وعلمها فاحسن تعليمها ثم اعتقها فتزوجها فله اجران"[14]

"کسی شخص کے پاس باندی ہو جسے اس نے اپنے ماتحت کیا ہوا ہو تو اس نے اس کو اچھی طرح ادب سکھایا (تربیت کی) اور اچھی طرح تعلیم دی پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تو اس کے لیے دو اجر ہیں"

خود نبی ﷺ کا اپنا اسوہ حسنہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آپ ﷺ خواتین کی تعلیم وتذکیر کا بہت خیال رکھتے تھے۔آپ نے نہ صرف گھروں میں ان کی تعلیم وتربیت کی جانب ترغیب دی بلکہ مراکز تعلیم وتربیت تک جانے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا تمنعوا اماء الله مساجد الله"[15]

"اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد میں جانے سے منع نہ کرو"

اس طرح خواتین کو معاشرے میں تعلیم وتربیت کے وسیع نظام سے استفادے کا موقع فراہم کیا عیدین کے مواقع پر بھی خواتین کو خطبہ عید میں شمولیت کی ترغیب دی۔اسلام کی انہی ترغیبات نے عورتوں کے اندر علم کی ایسی تڑپ اور لگن پیدا کر دی تھی کہ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں:

"عہد نبوی ﷺ میں ایک آیت نازل ہوتی تو ہم اس میں بتائے ہوئے حلال وحرام اور امر ونہی کو حفظ کر لیتے قبل اس کے کہ اس کے الفاظ کو ازبر کر لیں۔"[16]

خواتین کی جستجوئے علم کو دیکھتے ہوئے ان کی درخواست پر نبی کریم ﷺ نے ان کی تعلیم وتربیت کے لیے علیحدہ دن کا تقرر فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ:

"قال النساء النبی ﷺ غلبناعليک الرجال فاجعل لنايوماًمن نفسک فوعدهن يوماً لقيهن فيه فوعظهن وامرهن"[17]

خواتین کی تعلیم کے لیے علیحدہ دن کا تقرر کرنے سے خواتین کو بے پناہ سہولت میسر آئی اور انہوں نے اس نعمتِ غیر مترقبہ سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ الدکتور محمد بن ابو شہبۃ لکھتے ہیں کہ علیحدہ دن کے تقرر کا یہ نتیجہ نکلا کہ:

"وقد تخرج فی مدرسةا لنبوة نساء بلغن الغاية فی العلم والعمل والحكمة"[18]

"مدرسہ نبوت میں کئی ایسی خواتین نے فراغت حاصل کی جو علم وعمل اور حکمت میں بلندی تک پہنچیں"

ان نصوص کی روشنی میں جمہور امت کا ہمیشہ اس مسئلہ میں اتفاق رہاہے عورت تعلیم کے مسئلہ میں مرد ہی کی طرح ہے کیونکہ یہ اس کی صنفی نزاکت کے خلاف نہیں ہے، بلکہ اس سے اس کی شخصیت میں مزید زینت پیدا ہوتی ہے، یہ معاشرہ کی اصلاح میں معاون اور مدد گار بنتی ہے اور رسومات و بدعات اور شرک و کفر کے اثرات سے مسموم ماحول کے لئے "تریاق" ثابت ہوتی ہے اور اگر غیر جانبداری کے ساتھ غور کیا جائے تو عورت کو ترقی دینے کا صحیح مفہوم اور اصل راز یہی ہے کہ عورت کو صاحب علم اور باشعور بنایا جائے کیونکہ عورت اگر باشعور ہوگی تو گھر کے اندر رہ کر بھی کارہائے نمایاں انجام دے سکتی ہے، جب کے وہ بے شعوری، ناواقفیت اور جہالت کے ساتھ نہ تو کوئی بڑاکام کر سکتی ہے اور نہ کسی بڑے کام کرنے والے کے لئے سہارااور مدد گار بن سکتی ہے، حتی کہ اس کی بے شعوری کے متعدی اثرات ان بچوں پر پڑیں گے جن کے لئے اس کی گود شعور وآگہی اور تعلیم و تربیت کی پہلی درسگاہ ہے۔

قرن اول میں علوم اسلامیہ میں عورتوں کی دلچسپی:

اسلام نے خواتین کی تعلیم وتربیت کو جس قدر اہمیت دی اس کا اندازہ مسلمان خواتین کے علم و فہم اور بلند پایہ کردار سے بخوبی کیا جاسکتاہے۔ صحابہ کے درمیان قرآن وحدیث کا علم رکھنے والی خواتین کافی مقدار میں موجود تھیں۔قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل کا استنباط اور فتویٰ دینا بڑاہی مشکل اور نازک کام ہے لیکن پھر بھی اس میدان میں عورتیں پیچھے نہیں تھیں۔وہ ائمہ جن سے قرأت کے طرق منقول ہیں ،ان میں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ شامل ہیں۔ حضرت ام سعدؓ قرآن مجید کا درس دیا کرتی تھیں۔[19] حضرت ام ورقہؓ نے قرآن پاک جمع کیا تھا۔[20] چونکہ حضرت ام ورقہؓ قرآن پڑھی ہوئی تھیں لہٰذا نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے گھر میں خواتین کی امامت کا اعزاز عطافرمایا۔[21]

مولوی سعید انصاری لکھتے ہیں": اسلامی علوم یعنی قراءت ، تفسیر، حدیث ، فقہ ،فرائض میں متعدد صحابیات کمال رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام ورقہؓ نے پورا قرآن مجید حفظ کیا تھا جبکہ ہندبنت اسیدؓ،ام ہشام بنت حارثہؓ، رائطہِ بنت حیان اور ام سعدؓ بنت سعد ابن ربیع بعض حصّوں کی حافظ تھیں۔"[22]

قرآن کی طرح حدیث کی روایت ودرایت میں بھی صحابیات کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ حضرت عائشہؓ کی کل روایتوں کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے جن میں سے صحیحین میں دو سو چھیاسی حدیثیں ان کی روایت سے داخل ہیں ان میں ایک سو چوہتر حدیثیں دونوں میں مشترک ہیں۔[23]

اشاعتِ اسلام میں صحابیات کی خدمات بھی ان کی تعلیم وتربیت کا شاندار اظہار ہیں۔ کیونکہ جو افراد خود علم کی دولت سے مالا مال ہوں وہی دوسروں کو اس نعمتِ عظمیٰ کی جانب بھرپور اعتماد سے دعوت دے سکتے ہیں۔ چند ایک مثالیں یہاں پیش کرنا مناسب ہے: حضرت فاطمہ بنت خطاب کی دعوت پر حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت ام سلیمؓ کی ترغیب سے حضرت ابو طلحہؓ نے آستانہ اسلام پر سر جھکایا تھا۔[24] نیز ان کا اور ان کی بہن کا شمشیر بکف معرکہ کارزار میں حصّہ لینا معروف ہے۔ بی بی اُمّ سُلیم کے متعلق یہ لکھا

ہے کہ جب معرکہ حنین میں اسلامی فوج کے مکی رضاکار بھاگ کھڑے ہوئے تو فتح کے بعد انہوں نے حضور ﷺ کو مشورہ دیا کہ ان سب مکّی مفرورین کا سر قلم کر دیا جائے۔

اسی طرح اوّل مکی دور میں ایک خاتون امّ شریک دوسیہ مسلمان ہونے کے بعد قریش کی عورتوں میں تبلیغ کرنے لگیں اور کافی عورتیں مکّہ میں ان کی کوششوں سے مسلمان ہوگئیں اس پر قریش کو بہت غصّہ آیا چونکہ یہ اصل میں قریشی نہ تھیں بلکہ صحرا نشین بدویہ تھیں اس لیے ان کو خارج البلد کرنا کافی سمجھا چنانچہ انہیں ایک قافلے کے سپُرد کر دیا گیا کہ قید کی حالت میں انہیں قبیلے تک پہنچا دیا جائے۔ قافلہ والوں نے انہیں ایک اونٹ کی ننگی پیٹھ پر رسیّوں سے باندھ دیا، صحابیہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک بار بھی مجھے کھانے پینے کے لیے کچھ نہ دیا بلکہ جہاں کہیں پڑاؤ کرتے تو مجھے ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ میں ڈال دیتے، تین رات دن اسی حالت میں گزرے حتیٰ کہ میری حالت غیر ہوگئی اسی حالت میں ایک رات اچانک غیب سے کوئی چیز آکر میرے منہ کو لگی کچھ پانی پیا تو ہوش آیا پھر سیر ہو کر پانی پیا، صبح ہونے پر جب لوگوں نے میری حالت کچھ بہتر پائی تو سمجھے کہ شاید رات میں نے رسیّاں کھول کر پانی پی لیا ہے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ میری رسیّاں بندھی ہوئی ہیں اور مشکیزوں کے منہ سے بھی انہیں اطمینان ہوا کہ کوئی چیز چوری نہیں ہوئی بلکہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے تو وہ سب اس سے متاثر ہو کر اسلام لے آئے۔ آپ کی کنیت امّ شریک تھی اور آپ قبیلہ دوس سے تعلق رکھتی تھیں۔[25]

اسی طرح خواتین کے تبلیغ کرنے میں حضرت سمیّہ کا نام قابل ذکر ہے آپ حضرت عمّار بن یاسر کی والدہ تھیں، جب پورا کنبہ مکّہ میں مسلمان ہو گیا تو ان پر شدید مظالم قریش کی طرف سے توڑے گئے، ایک دن ابو جہل نے آپ کے ساتھ بد تمیزی کی تو حضرت سمیّہ نے اسے کوسا، اس نے غصّہ میں آپ کو نیزہ چبھو دیا جس سے آپ شہید ہو گئیں آپ مسلمان عورتوں میں پہلی شہید خاتون ہیں۔[26]

قرن اول میں عصری علوم وفنون میں عورتوں کی شرکت:

اسلامی علوم کے علاوہ دیگر علوم میں بھی صحابیات دسترس رکھتی تھیں مثلاً: حضرت اسماء بنت زید اتنی عمدہ خطیبہ تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ خود ان کی تعریف فرمائی۔[27] تعبیر میں حضرت اسماءؓ بنت عمیس بہت مشہور تھیں۔ حضرت عمرؓ بھی ان سے خوابوں کی تعبیر پوچھا کرتے تھے۔[28] شاعری میں خنساء، سعدی، صفیہ، عاتکہ، امامہ مریدیہ، ہند بنت حارث، زینب بنت عوام، عاتکہ بنت زید، ہند بنت اثاثہ، ام ایمن، قتیلہ عبدربہ، کبشہ بنت رافع، میمونہ بلویہ، رقیہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) زیادہ نامور ہیں۔ خنساءؓ کا جواب اب تک عورتوں میں پیدا نہیں ہوا۔[29]

خواتین کی علمی کیفیت کا اندازہ اس امر سے بھی بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ ان سے اہم معاملات میں مشورہ کرنا خلفائے راشدین سے ثابت ہے۔ چنانچہ ازالۃ الخفاء کے مصنف لکھتے ہیں:

" عن الضحاک قال کان ابن الخطاب یشاور حتی المرأة"[30]

حاصل کلام یہ ہے کہ مسلمان خواتین دینی تعلیم کے علاوہ امور خانہ داری، بچوں کی دیکھ بھال اور تعلیم وتربیت کے حوالے سے کام آنے والے مختلف علوم اور دیگر عصری علوم حاصل کر سکتی ہیں۔ ایک مسلمان عورت ڈاکٹر، پروفیسر،

انجینئر، عالمہ، مورخہ، شاعرہ، ادیبہ اور محققہ وغیرہ سب کچھ ہو سکتی ہے، کیوں کہ یہ اس کا پیدائشی حق ہے۔یہ بات اگرچہ درست ہے کہ اسلام عورتوں پر معاشی جدوجہد کی ذمہ داری عائد نہیں کرتا، لیکن یہ ان کے لیے کلیۃً ممنوع بھی نہیں ہے، بلکہ بعض حالات میں اسے پسند کیا گیا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے۔

نتائج بحث وسفارشات:

1۔ اسلام دین فطرت ہے اور کل انسانیت کے لیے رحمت ہے اس کی نگاہ میں مرد اور عورت بحیثیت اولاد آدم یکساں ہیں اللہ رب العزت ان دونوں اصناف کا خالق، مالک اور رب ہے۔اس نے یہ کائنات ان دونوں کے لیے بنائی اور دونوں کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ { وَهُوَ ٱلَّذِي جَعَلَكُمۡ خَلَٰٓئِفَ ٱلۡأَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَكُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٖ دَرَجَٰتٖ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِي مَآ ءَاتَىٰكُمۡۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ ٱلۡعِقَابِ وَإِنَّهُۥ لَغَفُورٞ رَّحِيمُۢ } (الانعام6:165)"اور وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں زیادہ بلند درجات عطا کیے تاکہ جو کچھ تمہیں دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔بے شک تمہارا رب سزا دینے میں بھی بہت تیز ہے اور بلا شبہ وہ بخشنے والا مہربان ہے" یہ درجات کا تفاوت انسانی حیات میں نظم وحسن پیدا کرنے کے لیے ہے وگرنہ سعی کے نتائج کے اعتبار سے دونوں اصناف برابر ہیں۔قرآن مجید اس پر گواہ ہے: { أَنِّي لَآ أُضِيعُ عَمَلَ عَٰمِلٖ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوۡ أُنثَىٰۖ } (آل عمران3:195)"میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں خواہ مرد ہو یا عورت"

2۔ کاروبار حیات کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے، مستحکم رکھنے اور چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت پر جو فرائض عائد کیے ہیں ان کا شعور اور احسن ادائیگی ناگزیر ہے۔جو لوگ خسرانِ ابدی سے نجات کے خواہش مند ہیں انہیں بہر حال خالق کائنات کے عطا کردہ نقشہِ حیات میں رنگ بھرنا ہے اور وہ رنگ جو اللہ کا رنگ ہے اس سے اچھا رنگ بھلا کس کا ہو سکتا ہے۔

3۔ خواتین کے لیے بھی تعلیم وتربیت اور صنعت وحرفت کی اسی قدر اہمیت ہے جتنی کہ مردوں کے لیے مگر یہ حقیقت نگاہ سے اوجھل نہیں رہنی چاہیے کہ ان دونوں اصناف کی تعلیم وتربیت کا مقصد انہیں اپنی زندگی کے نصب العین کا شعور اور اس کے حصول کے لیے مصروفِ عمل بنانا ہے جہاں کچھ مقاصد تعلیم وتربیت بحیثیت انسان ان دونوں کے درمیان مشترک ہیں۔ وہیں ہر صنف کے لیے چند مخصوص مقاصد تعلیم وتربیت بھی ہیں جن کو نظر انداز کرنا نہ صرف افراد بلکہ من حیث المجموعی نوع انسانی کے لیے سخت ضرر رساں ہے۔

4۔ خواتین کا یہ حق ہے کہ انہیں اسلامی نقطہ نظر سے ہم آہنگ نظامِ تعلیم وتربیت مہیا کیا جائے جو انہیں نہ صرف اپنے فرائض کا صحیح شعور عطا کرے بلکہ اپنے حقوق سے باخبر بھی کرے۔تاکہ تمدّنِ انسانی درست خطوط پر استوار ہو کر نظم کائنات کا سبب بن سکے اور خواتین بھی دنیا وآخرت میں فلاح کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔

5۔ خواتین کی تعلیم وتربیت کا ایک مقصد انہیں اپنے حقوق کا شعور دینا ہے۔اپنے فرائض کی احسن ادائیگی کے لیے خواتین کو اپنے حقوق سے آگاہ ہونا بھی لازم ہے تاکہ وہ اپنے مقام کا احساس کرتے ہوئے درست طرز عمل اختیار کر سکیں اور معاشرہ افراط و تفریط

کا شکار نہ ہو سکے۔ قبل از اسلام عورت کو بنیادی حقوق بھی حاصل نہ تھے لہٰذا اس دور میں معاشرہ انتہائی افراط و تفریط کا شکار تھا۔ اسلام نے ان خواتین کے لیے ان کی ضروریات کی فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق حقوق انہیں عطا کیے۔ اس ضمن میں اسلام نے تمام دوسرے مذہب سے بڑھ کر عورتوں کا خیال کیا ہے۔

6۔ اسلام نے خواتین کو باعزت مقام و مرتبہ عطا کیا ہے۔ اندرون و بیرون خانہ اس کے اوپر کئی ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں اور سماجی زندگی میں عورت کو شرکت کے بہت سے مواقع دیئے گئے ہیں۔ قرآن و حدیث کی ہدایات بنیادی طور پر مرد اور عورت دونوں کو مخاطب بناتی ہیں۔ عہد نبوی ﷺ میں خواتین رضاکارانہ یا پیشہ ورانہ معاشرے میں کئی ایسے معاشی کام کیا کرتی تھیں جن کی شریعت نے اجازت دے رکھی ہے۔ آج کی عورت بھی خانگی کام کے ساتھ پیشہ ورانہ کام کر سکتی ہے اور اس کے اندر ایسی صلاحیتیں موجود ہیں کہ وہ تعلیم، طب، بینکنگ، تجارت اور دیگر شعبوں میں کام کر سکتی ہے اس پر کسی خاص شعبے میں ہی کام کرنے کی پابندی اسلام نے نہیں لگائی۔ کئی زمانوں سے علماء، امام اور سیاستدان اس رجحان کی تائید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں انہوں نے اسلام، اس کی ترویج اور اسلامی تاریخ کے صرف ان پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے جو ان کے لئے فائدہ مند تھے لیکن دقیقہ رس نظر اسلامی معاشرہ کے اولین دور تک پہنچ جاتی ہے جب مکمل مساوات کا دور دورہ تھا۔

7۔ یہ بات بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ جہاں عورتوں کے لئے تعلیم ضروری ہے وہیں پردہ اور دیگر نسوانی خصوصیات اور عورتوں کے بارے میں اسلام کے خصوصی احکامات اور قواعد و ضوابط کو بھی مد نظر رکھنا بھی لازم ہے۔ کیونکہ عورتوں کو تعلیم کی اجازت اسی شرط کے ساتھ ہے کہ وہ خود کو ان چیزوں سے بے پرواہ نہ کریں، بلکہ اس کا مکمل خیال رکھیں اور اللہ کے نافذ کردہ خصوصی احکامات سے ہرگز بے توجہی نہ برتیں، اپنی عزت و آبرو اور عفت و پاکدامنی کا خیال رکھیں۔

8۔ چونکہ بعض خواتین کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا ہوتا ہے مثلاً قوت گفتار، تحریری و شعری صلاحیت یا غیر معمولی ذہانت جن سے وہ بڑے کام سرانجام دے سکتی ہیں اور اچھی تعلیم حاصل کر کے بہتر نتائج دے سکتی ہیں، ایسی خواتین کی حوصلہ افزائی ضروری ہے۔ کیونکہ یہ اپنی صلاحیتوں کی بدولت میدان عمل میں بہت سے مردوں سے سبقت حاصل کر لیتی ہیں۔ دوران تعلیم و ملازمت عورتوں کی مصروفیت کے سبب گھریلو کاموں میں مرد کو اس کی معاونت کرنا چاہیے کیونکہ وہ بھی معاشی طور پر مرد کے بوجھ کو کم کر رہی ہوتی ہے۔

حواشی، حوالہ جات

[1] الاحزاب 34:33

[2] قرطبی عبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القران، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 184/14

[3] آلوسی محمد بن عبداللہ، روح المعانی فی تفسیر القران العظیم والسبع المثانی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 20/2

[4] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، فاران فاونڈیشن، لاہور، 1982، 223/5

[5] التحریم 6:66

[6] الممتحنۃ 12:60

[7] ابن ماجہ، محمد بن یزید ابو عبداللہ، السنن، ابواب العلم، باب فضل العلماء والبحث علی طلب العلم، رقم الحدیث 224، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی 1381ھ

[8] ایضاً، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ، رقم الحدیث 250

[9] الہندی، شیخ علی متقی، کنز العمال، 417/16، دار الاشاعت، کراچی

[10] الترمذی، محمد بن عیسی، السنن، ابواب السیر، باب ماجاء فی النفقات علی البنات، رقم الحدیث 1912، میر محمد کتب خانہ مرکز علم وادب آرام باغ، کراچی

[11] ایضاً، رقم الحدیث 1916

[12] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاذان، باب الاذان للمسافر، رقم الحدیث 631، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی

[13] القرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن، 18/12

[14] البخاری، الصحیح، کتاب العلم، باب تعلیم الرجل امتہ واھلہ، رقم الحدیث 97

[15] القشیری، مسلم بن حجاج، الصحیح، کتاب الصلوۃ، خروج النساء الی المساجد، رقم الحدیث 442، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی

[16] عمر رضا کحالہ، اعلام النساء فی عالمی العرب والاسلام، 106/3، موسسۃ الرسالۃ، بیروت

[17] البخاری، الصحیح، کتاب العلم، باب ھل یجعل للنساء یوما علی حدۃ فی العلم، رقم الحدیث 101

[18] ابوشیبہ محمد بن محمد، الدکتور، السیرۃ النبویہ فی ضوء القرآن والسنہ، دار القلم، دمشق 1992، 31/2

[19] ابن اثیر الجزری، ابی الحسن علی محمد بن محمد بن عبدالکریم ابن الواحد شیبانی، اسد الغابہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 586/5

[20] کتانی عبدالحہ، التراتیب الاداریہ (مترجم)، ادارہ القران والعلوم الاسلامیہ، کراچی، ص 40

[21] ابن اثیر، اسد الغابہ، 626/5

[22] محمد سعید انصاری مولوی، سیر الصحابیات، ادارہ اسلامیات 190 انارکلی، لاہور، ص 10-11

[23] سلیمان ندوی، سیرت عائشہ، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ص 205

[24] ایضاً، ص 188

[25] محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، نفیس اکیڈمی، کراچی، 123/8

[26] ابن اثیر، اسد الغابہ، 519/5

[27] عسقلانی، ابن حجر، تہذیب التہذیب، نشر السنہ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور، 428/12

[28] ایضاً

[29] محمد سعید انصاری، سیر الصحابیات، ص 11

[30] شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی، 33/2